الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

علم کے کوہ ہمالہ

سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر مقبول جہانگیر

تلخیص

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ماخوذ از: انوارِ رضا

ترتیب وکمپوزنگ: محمد عثمان علی یوسفی

تعاون: نجات بنک بلاک C-1، بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور

شائع کردہ: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 'بلاک B-III' گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، متکلم، مفتی، حافظ، قاری، شاعر، مصنف، ادیب، علوم عقلی کا فاضل متبحر، اپنے عہد کا بہت بڑا شیخ طریقت اور مجددِ شریعت اور اِن سب خصوصیتوں سے بالاتر ایک نرالا اور انوکھا عاشق رسول ﷺ۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بن نقی علی خاں بن مولوی رضا علی خاں رحمہم اللہ تعالیٰ کی ولادت روہیل کھنڈ کے مشہور شہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں ہوئی۔ سالِ ولادت ۱۲۷۲ھ ہجری، ماہ شوال، تاریخ دس، بوقت ظہر، بروز بدھ، انگریزی تقویم کے مطابق ۱۸۵۶ء ماہ جون تاریخ ۱۴، بقول ایک صاحب دِل ۱۸۵۷ء کے اِنقلاب یعنی جنگ آزادی سے ایک سال قبل پیدا ہونے والا یہ بچہ اپنے فکری ونظری اِنقلاب کے بے باک نقیب ہونے پر دَلالت کر رہا تھا۔ والد نے آپ کا نام محمد اور جدِ امجد نے احمد رضا رکھا۔

آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ اُن دِنوں بقیدِ حیات تھے۔ پوتے کے پیدا ہونے کی خبر اُن کے کانوں تک پہنچی تو خوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بھانجے حضرت علی محمد خاں صاحب علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ میری والدہ مرحومہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بڑی بہن تھیں۔ اُن کا اِرشاد ہے، جب امام احمد رضا علیہ الرحمہ پیدا ہوئے تو والد مرحوم اُن کو حضرت دادا جان قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے۔ دادا جان نے گود میں لیا اور معاً لسانِ غیب سے فرمایا: میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالِم ہوگا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی یہی بڑی بہن فرمایا کرتی تھیں کہ بچپن ہی سے تمام خاندان میں یہ بچہ اپنے مزاج، اَطوار اور ذہانت کے اِعتبار سے اَلگ نظر آتا تھا۔ ایک روز کسی نے دروازے پر صدا دی۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی عمر اُن دنوں نو دس برس تھی۔ باہر گئے دیکھا ایک بزرگ فقیر کھڑے ہیں اُنہوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا! اِدھر آؤ بیٹا! یہ کہہ کر سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: تم بہت بڑے عالِم ہو۔

مولوی عرفان علی صاحب قادری علیہ الرحمہ جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ بیان کرتے ہیں کبھی کبھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے بچپن کے حالات بیان کرتے تھے۔ ایک روز اِرشاد فرمایا: میری عمر تین ساڑھے تین برس کی ہوگئی اور میں اپنے محلے کی مسجد

کے سامنے کھڑا تھا کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے۔ اُنہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ میں نے بھی فصیح عربی میں اُن کا جواب دیا۔ اِس کے بعد اُس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

آپ کی عمر پانچ چھ برس کی ہوگئی کہ گھر پر ایک مولانا صاحب بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے تشریف لانے لگے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ بھی اُن سے کلام اللہ پڑھنے لگے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ مولانا صاحب کسی آیتِ کریمہ میں بار بار ایک لفظ کا تلفظ ننھے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو بتاتے۔ مگر آپ کی زبان سے وہ تلفظ اَدا نہ ہو رہا تھا۔ مولانا صاحب زبر بتاتے اور آپ زیر پڑھتے۔ یہ کیفیت آپ کے جدِ امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ بھی دیکھ رہے تھے۔ اُنہوں نے کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اُس میں اُس لفظ کے اَعراب کاتب نے غلط ڈال دیئے تھے یعنی زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا گویا غیر شعوری طور پر بچے کی زبان سے جو لفظ نکل رہا تھا' وہ صحیح تھا۔ داداجان نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا بیٹا! مولانا صاحب جس طرح بتا رہے تھے تم اِس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ ننھے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جواب دیا داداجان! میں اِرادہ تو کرتا تھا کہ اِس طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا۔ زبر کی بجائے ہر بار زیر ہی سے زبان کام کرتی۔

اِنسان یا جن:

ایک روز قرآن مجید پڑھانے والے مولانا صاحب نے اپنے شاگرد امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے کہا: صاحبزادے! سچ سچ بتا دو کسی سے کہوں گا نہیں تم اِنسان ہو یا جن؟ آپ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا خدا کا شکر ہے میں اِنسان ہی ہوں۔ اَلبتہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہے۔

ایک روز یہی مولانا صاحب حسبِ معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے اُن کو سلام کیا' مولانا نے جواب دیا' جیتے رہو۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے عرض کیا: حضرت یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا وعلیکم السلام کہنا چاہیے تھا یہ سن کو مولانا صاحب بہت خوش ہوئے اور شاگرد کو دُعائیں دیں۔

اللہ عزّ وجل دیکھ رہا ہے:

رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ابھی کم سن ہیں۔ روزہ رکھوایا گیا۔ گرمی کا زمانہ ہے' سہ پہر کے وقت کاشانۂ اقدس میں روزہ کی اِفطاری کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ایک الگ کمرے میں اِفطار کے دوسرے سامان کے ساتھ فرنی کے پیالے بھی چُنے ہوئے تھے۔ آپ کے والدِ ماجد علیہ الرحمہ یکایک آپ کو اُسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور کواڑ بند کر کے ایک پیالہ اُٹھاتے ہیں اور بیٹے کی طرف بڑھا کر کہتے ہیں' لو اِسے کھالو۔ بیٹا حیران ہو کر عرض کرتا ہے۔ ابّا حضور میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟

اِرشاد ہوتا ہے میاں کھا بھی لو بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ میں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں۔ کوئی دیکھنے والا بھی نہیں' جلدی سے کھالو۔ یہ سن کر بیٹا ادب سے کہتا ہے ابّا حضور! جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے۔ وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سُنتے ہی آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا تار بندھ جاتا ہے فرطِ محبت سے پیارے بیٹے کو سینے سے لگاتے ہیں۔

آپ کبھی کبھی دل سوزی سے فرماتے بحمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اور دوسرے پر **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ لکھا ہوگا۔

۱۳ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کی:

سب تاریخیں اور سوانح نگار اس امر پر متفق ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے چار سال کی عمر میں قرآنِ مجید ناظرہ ختم کیا اور چھ سال ہی کے تھے کہ ماہ ربیع الاوّل شریف میں منبر شریف پر بیٹھ کر بہت بڑے مجمع میں میلادالنبی ﷺ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے صرف ونحو کی کتابیں حضرت مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ پھر تمام علوم اور فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ تیرہ برس کی عمر میں صرف نحو اور ادب' حدیث' تفسیر' کلام' فقہ' اُصول' معانی وبیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ، ہیئت وغیرہ جمیع علوم دینیہ، عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴

شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ ہجری کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیب سر فرمائی۔ اِسی روز سب سے پہلا جو فتویٰ پیش ہوا وہ یہ تھا کہ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دُودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟ آپ نے محققانہ انداز میں اِس کا جواب تحریر فرمایا کہ منہ یا ناک سے عورت کا دُودھ جو بچے کے پیٹ میں پہنچے گا، حُرمتِ رضاعت لائے گا۔

ایک ماہ میں پورا قرآن مجید حفظ کرلیا:

اعلیٰ حضرت کی بے مثل ذہانت اور بے نظیر حافظے کے کمالات بہت زیادہ ہیں مولانا احسان حسین علیہ الرحمہ ابتدائی تعلیم میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ہم سبق تھے' اِن کی روایت ہے کہ شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ اُستاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کوئی کتاب نہیں پڑھی' چوتھائی کتاب اُستاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب ازخود پڑھ کر اور یاد کر کے سنا دیا کرتے بعض لوگ نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے۔ چنانچہ خیال ہوا کہ قرآنِ مجید حفظ کرلیا جائے۔ لہٰذا صرف ایک ماہ میں پورا قرآنِ مجید آسانی سے حفظ فرمالیا۔ حضرت سیّد ایوب علی صاحب علیہ الرحمہ کا بیان ہے' روزانہ ایک پارہ حفظ کر لیتے۔

مشکل سے مشکل فتویٰ کا جواب شاگردوں اور اَحباب کو اس طرح قلم بند کروا دیتے کہ حیرت ہوتی' بے شمار کتابوں کے حوالے اِس سلسلے میں دیتے۔ اور سب زبانی فرماتے۔ کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال لو اتنے ورق اُلٹ لو۔ فلاں صفحے پر اِتنی سطروں کے بعد یہ مضمون ہوگا اُسے نقل کر دو۔ غرض کہ اُن کا حافظہ اور دماغی باتیں عام لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے شاگرد جو فتاویٰ کی تحریر کے کام پر لگائے گئے تھے۔ ایک عجیب وغریب واقعہ حضرت علیہ الرحمہ کی ذہانت اور حافظے کا یوں بیان فرماتے ہیں' میں نے حساب کی تعلیم سکول میں پائی تھی۔ لہٰذا مجھے حساب دانی میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ حساب والے استفتاء حل کرنے کے لئے زیادہ تر میرے ہی سپرد فرماتے ایک مرتبہ ورثے کی تقسیم کے سلسلے میں پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ ظاہر ہے کہ مورثِ اعلیٰ کی پندرھویں پشت میں درجنوں وارث ہوں گے۔ مجھے اِس کے جواب میں

دو راتیں اور ایک دن مسلسل محنت کرنا پڑی ایک ایک پیسے اور درجنوں وارثوں کا حق قلمبند کر دیا۔ عصر کے بعد حسب معمول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں جا بیٹھا تا کہ حساب کی مکمل تفصیل آپ سے عرض کر دوں اور آپ اِصلاح کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اِصلاح فرما دیں۔ میں نے وہ اِستفتاء پڑھنا شروع کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت سنتے اپنی انگلیوں کو بھی حرکت دے رہے ہیں یہ استفتاء چونکہ پندرہ پشتوں کے درجنوں وارثوں کے حساب کتاب پر مبنی تھا اس لئے یہ فل سکیپ کے دو صفحوں پر پھیلا ہوا تھا میں نے اِستفتاء یعنی صرف سوال ہی پڑھ کر ختم کیا اور ابھی جواب میں تحریر کئے ہوئے وارثوں کے حصے ظاہر نہ کئے تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بلا توقف فرمانا شروع کیا آپ نے فلاں کو اِتنا فلاں کو اِتنا دیا۔ غرض درجنوں وارثوں کے نام اور اُن کے حصے بتا دیئے۔ اَب میں حیران وششدر تھا کہ مجھے اپنی حساب دانی پر اِتنا ناز تھا' اِستفتاء کو میں نے اپنے طور پر بیس دفعہ پڑھا ہر ایک نام بار بار پڑھ کر اُن کے حصے نکالے' اِس کے باوجود مجھ سے کوئی ان سب وارثوں کے نام پوچھے تو حصے کجا میں نام بھی شاید پورے نہ بتا سکوں جب تک لکھے ہوئے سامنے نہ رکھوں.... اللہ! اللہ! یہ کیا تبحر کیسی وسعتِ اِدراک اور کتنی عظیم خداداد صلاحیت تھی جو حق تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو عطا فرمائی تھی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے علوم درسیہ کے علاوہ دوسرے علوم وفنون کی بھی تحصیل فرمائی حیرت کی یہ بات کہ بعض علوم ایسے ہیں جن میں کسی اُستاد کی راہنمائی کے بغیر آپ نے اپنی خداداد ذہانت سے کمال حاصل کیا۔ ایسے تمام علوم وفنون کی تعداد تقریباً ۵۴ ہے' کئی فن اِس میں اَیسے ہیں کہ دورِ جدید کے بڑے بڑے محقق اور عالم اِنہیں جاننا تو درکنار شاید اِن کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہوں گے۔

علوم کی فہرست:

علم قرآن' علم حدیث 'اُصولِ حدیث، فقہ'' جملہ مذاہب''۔ اُصول فقہ' جدل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف ،معانی، بیان، بدیع منطق، فلسفہ، ہیئت، ریاضی، ہندسہ، قرأۃ، تجوید، تصوف، سلوک، اَخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب، ارثما طیقی ، جبر ومقابلہ، حساب سینی، لوگارثمات، توقیت، مناظر و مرایا، اکر، زیجات مثلث

کردی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، جفر' زائرجہ، ان تمام علوم وفنون کے علاوہ علم الفرائض، عروض وقوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد) نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی، خط نسخ خط نستعلیق میں بھی کمال حاصل کیا ان علوم کو دیکھئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک چلتی پھرتی انسائیکلو پیڈیا تھے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ عالمِ اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالمِ نظر آئے گا جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ان علوم میں ہم پلہ یا مدِ مقابل ہو۔

آپ نے عربی زبان میں قرآنِ کریم کی نہایت عظیم الشان تفسیر لکھی اس کے علاوہ بیضاوی، معالم، اتقان، درمنثور، اور تفسیر خازن پر عربی میں بے نظیر حواشی تحریر فرمائے۔

حدیث اور اصولِ حدیث میں آپ نے ۴۵ کتابیں تالیف فرمائیں۔ جن میں صحاح ستہ کی شروح شامل ہیں۔ پھر ان کی معروف شروح یعنی عمدۃ القاری' ارشاد السّاری اور فتح الباری پر بھی حواشی لکھے۔ عقائد الکلام پر آپ کی تصانیف کی تعداد بائیس ہے۔ فقہ تجوید پر آپ کی ستر تصانیف ہیں۔ تصوف' افکار' اوقات وتعبیر کے علوم پر نو کتابیں تصنیف فرمائیں۔ تاریخ، سیرت ومناقب میں گیارہ کتابیں لکھیں۔ ادب نحو، لغت، عروض کے موضوع پر آپ نے چھ کتابیں قلمبند کیں۔ علم زیجات میں سات علم جفر وتکسیر میں گیارہ علم جبر ومقابلہ میں چار علم مثلث ارثماطیقی، ہندسہ اور ریاضی میں اٹھائیس کتابیں تحریر فرمائیں۔ فلسفہ اور منطق میں چھ کتابیں لکھیں۔ ان میں ایک کتاب حرکت زمین کی تردید میں ہے اور دوسری کتاب سورج کے گھومنے اور گردش کے ثبوت میں۔

علم ریاضی:

علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم نے یورپ میں تعلیم پائی تھی اور برصغیر کے بلند پایہ ریاضی دانوں میں آپ کا شمار تھا۔ فی الحقیقت اس فن میں کمال رکھتے تھے۔ اتفاق سے ڈاکٹر صاحب کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتباہ ہوا۔ ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا چونکہ صاحب حیثیت آدمی تھے اور علم کے شائق اس لئے قصد کیا کہ جرمنی جا کر یہ مسئلہ حل کریں۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اُس زمانے میں یونیورسٹی کے شعبہ دینیات میں ناظم تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک روز گفتگو کے دوران اُن

سے اُس مسئلے اور اپنی مشکل کا ذکر کیا۔ مولانا سلیمان اشرف نے مشورہ دیا آپ بریلی شریف جائیے اور امام حضرت احمد رضا خاں علیہ الرحمہ سے دریافت کیجئے وہ اِسے ضرور حل کردیں گے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین نے حیرت سے کہا مولانا یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ میں کہاں کہاں سے تعلیم پا کر آیا ہوں۔ ریاضی سے ادق سے ادق مسائل حل کرنا جانتا ہوں۔ جب میں یہ مسئلہ حل نہ کرسکا تو مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ جنہوں نے کبھی یورپ کا تصور تک نہیں کیا ہے اور نہ ایسے مسئلے ریاضی کے اُنہوں نے جدید یونیورسٹیوں میں سیکھے ہیں۔ اُن بے چاروں نے تو اپنے ملک کے کسی کالج میں بھی تعلیم نہیں پائی وہ کیوں کر یہ مشکل مسئلہ حل کرسکیں گے؟ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے سفر یورپ کا سامان شروع کردیا۔ مولانا سلیمان اشرف نے ایک دن پھر کہا آپ بریلی شریف تو آیئے۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ملاقات تو کرلیجئے پھر آپ کو اختیار ہے یورپ جائیں یا امریکہ یہ سن کر ڈاکٹر ضیاء الدین کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ تلخ لہجے میں کہا، مولانا آپ مجھے کیا رائے دیتے ہیں؟ آخر عقل بھی کوئی چیز ہے۔ فضول میرا وقت برباد ہوگا، یہ مسئلہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے بس کا روگ نہیں۔ مولانا سلیمان اشرف نے زور دے کر کہا کہ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ بریلی شریف کچھ زیادہ دُور تو ہے نہیں چند گھنٹے کا سفر ہے۔ قصہ مختصر ڈاکٹر صاحب' مولانا سلیمان اشرف کی معیت میں بریلی شریف پہنچے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دولت کدے پر گئے۔ اندر اِطلاع بھیجی۔ حضرت کی طبیعت ناساز تھی مگر مولانا سلیمان اشرف کا نام سن کر فوراً بلوالیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بھی مزاج پرسی فرمائی اور پوچھا کیسے تشریف آوری ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ریاضی کا ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرنے آیا ہوں جناب وہ ایسا مسئلہ نہیں کہ فوراً بیان کردیا جائے۔ ذرا اطمینان کی صورت ہو تو کہوں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا بیان کیجئے ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا اس کا جواب یہ ہے' جواب سنتے ہیں ڈاکٹر صاحب کو حیرت سے سکتہ ہوگیا' ایسا محسوس ہوا جیسے آنکھ سے پردہ اُٹھ گیا۔ بے اختیار بول اُٹھے میں سنا کرتا تھا علم لدنی بھی کوئی شے ہے' آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلے کے حل کے لئے جرمنی جانا چاہتا تھا کہ مولانا سلیمان اشرف نے رہبری فرمائی۔ اَب آپ سے اس کا حل سن کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے آپ اس مسئلے کو کتاب میں

دیکھ رہے تھے۔ دیر تک اسی فن اور اس کے متعلقات میں گفتگو ہوتی رہی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنا ایک قلمی رسالہ منگوایا جس میں اکثر مثلثوں اور دائروں کی شکلیں بنی ہوئی تھیں...... ڈاکٹر صاحب نے نہایت تعجب سے وہ رسالہ دیکھا اور فرمایا میں نے یہ علم حاصل کرنے میں بہت صعوبت اُٹھائی۔ ملک ملک کا سفر کیا۔ بے انتہا روپیہ صرف کیا یورپین استادوں کی جوتیاں سیدھی کیں۔ تب کچھ معلومات ہوئیں مگر جو کچھ علم آپ جانتے ہیں' اس کے مقابلے میں میں اپنے آپ کو طفلِ مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا یہ تو فرمایئے اس فن میں آپ کا اُستاد کون ہے؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا میرا کوئی استاد نہیں۔ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے صرف چار قاعدے جمع ،تفریق، ضرب، تقسیم محض اس لئے سیکھے تھے کہ ترکے کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے شرح چغمینی شروع کی ہی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو؟ مصطفیٰ پیارے کریم ﷺ کی سرکار سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں اپنے مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں یہ سب سرکار رسالت مآب ﷺ کا کرم ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین پر اعلیٰ حضرت کی علمی جلالت اور اعلیٰ اَخلاق کا ایسا اثر ہوا کہ بریلی سے علی گڑھ آتے ہی انہوں نے داڑھی رکھ لی اور صوم وصلوٰۃ کے بھی پابند ہو گئے۔

تاریخ گوئی:

تاریخ گوئی کا فن بھی اعلیٰ حضرت کے پاس اکتسابی نہیں وہبی تھا آپ نے کبھی ادنیٰ سی توجہ بھی اس فن کے حصول کی جانب نہ فرمائی پھر بھی اس میں وہ ملکہ کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرما دیا کرتے تھے جس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تصانیف کثیرہ میں بہت کم ایسی ہوں گی جن کا نام تاریخی نہ ہو بعض عربی اور اردو کے قصائد اور تاریخہائے وصال بہت طویل ہیں۔ ان کے ہر ہر مصرعے سے تاریخ برآمد ہوئی ہے خوش نویسی اور خطاطی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نسخ، نستعلیق، خط مستقیم اور خط شکستہ جیسے تمام اقسام وانواع کے رسم الخط میں آپ بے نظیر مہارت سے لکھتے تھے۔

علم توقیت:

علم توقیت میں کمال کا یہ عالم کے دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے۔ وقت بالکل صحیح ہوتا اور کبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوتا ایک دفعہ آپ بدایوں شریف تشریف لے گئے مسجد خرما میں حضرت محبّ الرسول مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ نے آپ کو فجر کی نماز پڑھانے کا ارشاد کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قرأت اتنی طویل کی کہ مولانا عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کو شک ہوا شاید سورج نکل آیا نماز کے بعد لوگ باہر نکل کر مشرق کی طرف دیکھنے لگے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ابھی سورج نکلنے میں تین منٹ ۴۵ سیکنڈ باقی ہیں۔

فتاویٰ رضویہ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا علمی سرمایہ تو بے پناہ ہے لیکن فتاویٰ رضویہ آپ کا فقہی شاہکار ہے جس کی بارہ جلدیں ہیں جس کو تیس جلدوں میں جامع نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری نے شائع کیا ہے جو ہر گھر کی زینت ہونی چاہئے۔ تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے اِس مجموعے کے چند اوراق اعلیٰ حضرت نے مکہ معظمہ کے فاضل سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرام کو ارسال فرمائے تھے۔ موصوف نے مکتوب میں ان اوراق فتاویٰ پر تبصرہ فرمایا۔ اس کا آخری جملہ دیکھئے۔

''میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اِن فتووں کو اگر ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اِس کے مؤلف کو اپنے تلامذہ میں شامل فرماتے''۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبال مرحوم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے معاصرین میں سے آپ کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے ہوتے دیکھتے ایک موقع پر علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا۔

''ہندوستان کے دورِ آخر میں مولانا احمد رضا خان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے یہ رائے قائم کی اور اُن کی ذہانت، فطانت، جودت طبع کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں، اُس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اِظہار بہت

غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ اِس لئے انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی''۔

سلوک وطریقت:

فاضل بریلوی نے سلوک وطریقت کی منزلیں حضرت شاہ آل رسول ماہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہو کر طے فرمائیں اور آپ کے دستِ حق پرست سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ پیرو مرشد نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت وخلافت کا شرف عطا فرمایا بیعت کا واقعہ ۱۲۹۴ھ کا ہے یعنی اِن دنوں کا جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عمر اکیس بائیس برس سے زیادہ نہ تھی۔ آپ کے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں علیہ الرحمہ بھی اِس عالمِ رنگ وبو میں تشریف فرما تھے۔ اور وہی پاکباز اور ہونہار فرزند کو شاہ آل رسول علیہ الرحمہ کی خدمت میں لے گئے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی گویا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو اپنے پیرو مرشد سے تقریباً تین برس تک شرفِ ہدایت حاصل رہا۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے بہت محبت فرماتے اور اُنہیں دیکھ کر خوش ہوتے۔ ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا بروز حشر اگر باری تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول علیہ الرحمہ دنیا سے میرے لئے کیا لایا ہے؟ تو عرض کردوں گا کہ اے پروردگار میں تیرے لئے احمد رضا علیہ الرحمہ لایا ہوں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو جن سلاسلِ طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی' ان کی تعداد تیرہ ہے جن میں مشہور ومعروف سلسلے قادریہ چشتیہ، نظامیہ' محبوبیہ سہروردیہ' نقشبندیہ صدیقیہ' نقشبندیہ علویہ وغیرہ شامل ہیں۔

بیداری میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

جب مولانا اِمام احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ دوسری مرتبہ زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے شوقِ دیدار میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود پڑھتے وقت اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے۔ اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو۔

آپ نے بڑی حسرت سے ایک نعت کہی جس کا مطلع ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

نعت کے مقطع میں عجیب انداز سے اپنی محرومی اور نارسائی کا اشارہ کیا۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ نعت مواجہ شریف میں عرض کر کے انتظار میں موؤب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگی اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔

اعلیٰ حضرت جامع کمالات بزرگ تھے جس فن اور جس موضوع پر قلم اُٹھایا اپنی انفرادیت کا سکہ ثبت فرمایا۔ اُن کی اصل دولت حبِّ رسول ﷺ تھی۔ اس پاک جذبے سے اُن کی رُوح سرشار رہی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شاعرانہ حیثیت بھی اتنی ہی دقیع اور عظیم ہے جتنی ان کی دوسری حیثیتیں۔

مولانا محمد علی جوہر نے علامہ اقبال کے لئے کہا تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کے دِل قرآن کی طرف پھیر دیئے لیکن مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا اعجاز شاعری یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دِل قرآنِ مجید اور صاحبِ قرآن مجید کی طرف پھیر دیئے۔ نعتیہ شاعری کا کمال یہ ہے کہ اِس سے شاعر کے کمالِ عشق کا سکہ دل پر بیٹھ جائے شاعر شاگرد ہوتے ہیں۔ مگر عاشق شاگرد نہیں ہوا کرتے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ فنِ شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے وہ عاشقِ صادق تھے فیضانِ محمدی ﷺ نے اُن کو وہ کچھ دیا کہ بس سوچا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کے حضور بے شمار شعراء نے اپنی اپنی حسنِ نیت اور توفیقِ الٰہی کے باعث سلام لکھ کر ہدیہ عقیدت پیش کیا مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے لکھے ہوئے ایک سلام کو ایسا قبول عام نصیب ہوا کہ صدی گزر چکی، برصغیر پاک و ہند کی فضائیں آج بھی اِس سلام کی والہانہ آواز سے گونج رہی ہیں ایک ایک شعر جذب و کیف اور عشق و سرمستی کا مرقع ہے۔

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ ارم ، تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

اخلاق وعادات:

اعلیٰ حضرت کے اخلاق وعادات نہایت عمدہ اور اچھے تھے۔ پوری زندگی حُبِّ نبوی ﷺ اور اِتباعِ شریعت میں گذری اپنی ذات کے لئے کسی سے اِنتقام نہ لیتے۔ نہ کچھ شکایت کرتے مگر خدا اور رسول ﷺ کا معاملہ ہوتا۔ تو ہر گز رورعایت نہ کرتے پانچوں وقت نماز نہایت اِہتمام سے ادا کرتے۔ طبیعت شدید ناساز ہوتی تب بھی مسجد میں تشریف لاتے اور جماعت سے نماز ادا کرتے۔ فرض روزوں کے علاوہ اکثر نفل روزے رکھتے ایک بار رمضان میں بیمار پڑے اور حالت نازک ہوگئی طبیبوں نے ہر چند اصرار کیا کہ روزہ توڑ دیجئے مگر نہ مانے۔ اور روزے کی برکت ہی سے صحت حاصل ہوگئی۔ رات کو سوتے وقت نام اقدس محمد ﷺ کی شکل میں لیٹتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے کسی چیز کے لینے اور دینے کے وقت دایاں ہاتھ بڑھاتے کبھی قہقہہ نہ لگاتے تبسم فرماتے۔ قبلے کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے۔ قبلے کی طرف پاؤں کبھی دراز نہ کرتے۔ آہستہ آہستہ چلتے اکثر نگاہیں نیچے رکھتے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند کرتے۔ اگر کوئی حدیث شریف بیان کر رہے ہوں یا قرآنِ مجید کی آیت مبارک کا ترجمہ کر رہے ہوں۔ درمیان میں قطع کلام کرنا سخت ناپسند فرماتے۔ نہایت سخی اور سیر چشم تھے جو دروازے پر آتا خالی نہ جاتا۔ غریبوں، طالب علموں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کے وظائف مقرر تھے۔ بیرونی ضرورت مندوں کو منی آرڈر کے ذریعے رقمیں بھیجتے۔ روپیہ پیسہ جمع کر کے نہ رکھتے فوراً تقسیم فرما دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا میں نے کبھی ایک پیسہ زکوۃ کا نہیں دیا کیونکہ میرے پاس کبھی اِتنی رقم جمع ہوئی ہی نہیں کہ سال گذرنے کے بعد اِس پر زکوۃ واجب ہو۔

علماء اور طلبہ کا حد درجہ اِحترام کرتے اور اُن کے آنے پر بے حد مسرور نظر آتے۔

مہمانوں کے ہاتھ خود دُھلاتے اور عمدہ سے عمدہ کھانے اُنہیں کھلاتے۔ مزاج میں عُجب' غرور اور کبر بالکل نہ تھا۔ سادات کرام کے سامنے فرطِ تواضع اور اِنکسار سے بچھ جاتے۔ آپ کے ہاں ہر تقریب میں سادات کرام کو دوہرا حصہ دیا جاتا۔ ایک دفعہ نو دس برس کی عمر کے ایک صاحبزادے اُمورِ خانہ داری کے لئے ملازم رکھے گئے بعد میں پتا چلا کہ سیّد ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے گھر والوں کو تاکید کی خبردار! صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے اِس لئے کہ وہ مخدوم زادے ہیں جس چیز کی اِنہیں ضرورت ہو حاضر کی جائے اور جس تنخواہ کا وعدہ ہوا ہے وہ بطورِ نذر پیش ہوتی رہے۔ ایک دفعہ اِسی موضوع پر گفتگو فرماتے ہوئے کہا قاضی وقت اگر سیّد کو حد لگائے تو یہ خیال نہ کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں....

اعلیٰ حضرت نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک دوپہر ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی شریف میں وصال فرمایا۔ چند ماہ قبل اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قرآنِ مجید کی اِس آیتِ مبارک سے اپنے سنہ وفات برآمد فرمایا تھا وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ اِس آیتِ پاک کے حروف سے ابجد کے مطابق ۱۳۴۰ھ عدد برآمد ہوتے ہیں۔ مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے الوداعی سفر کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان کا بیان ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے وصیّت نامہ تحریر کرایا پھر اُس پر خود عمل کرایا اُس روز تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ہوتے رہے ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے کہ وقت پوچھا۔ عرض کیا گیا کہ اِس وقت ایک بج کر ۵۶ منٹ ہو رہے ہیں فرمایا گھڑی رکھ دو یکایک اِرشاد ہوا تصویر ہٹا دو حاضرین کے دل میں خیال گذرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام۔ یہ خطرہ گذرنا تھا کہ خود اِرشاد فرمایا یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ، پیسہ، پھر ذرا وقفے سے اپنے بھائی مولانا محمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سے خطاب فرمایا۔ وضو کر آؤ قرآن عظیم لاؤ۔ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ اپنے چھوٹے بیٹے مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے پھر ارشاد فرمایا: اَب بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف کی تلاوت کرو۔

اَب آپ کی عمر کے چند منٹ باقی تھے حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی

گئیں۔ ایسے حضورِ قلب سے سنیں کہ جس آیتِ مبارک میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی سبقتِ زبان سے زیر و زبر میں فرق ہوا خود تلاوتِ شریف فرما کر بتا دی۔ سفر کی دُعائیں جن کے چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال، بلکہ معمول سے زائد پڑھیں۔ پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا۔ جب اِس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دَم آیا اُدھر ہونٹوں کی حرکت ختم ہونا تھی کہ چہرہ مبارک پر ایک نور کی کرن چمکی جس میں جنبش تھی اِس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ایک شامی بزرگ، دہلی تشریف لائے اُن کی آمد کی خبر پا کر اُن سے عرض کیا حضرت یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا اَفسوس ہے واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی۔ خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضرِ دربار ہیں۔ لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ قرینے سے معلوم ہوتا تھا کسی کا اِنتظار ہے میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا فداک۔ ابی وامی! کس کا اِنتظار ہے؟

ارشاد فرمایا: احمد رضا کا:

میں نے عرض کیا احمد رضا کون؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں!

بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی۔ معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ بڑے جلیل القدر عالِم ہیں اور بقیدِ حیات ہیں مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا ہندوستان آیا بریلی پہنچا، پتا چلا اُن کا اِنتقال ہوگیا اور وہی ۲۵ صفر اُن کی تاریخ وصال تھی میں نے یہ طویل سفر صرف اُن کی ملاقات کے لئے کیا مگر اَفسوس ملاقات نہ ہوسکی۔

شہر بریلی محلّہ سوداگراں میں دارالعلوم منظرِ اِسلام کے شمالی جانب ایک پرشکوہ عمارت میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

☆☆☆

عقائد کو پختہ کرنے والا اور اعمال درست کرنے والا

بیسیوں حوالہ جات اور مستند گفتگو سے مزّین ہر دلعزیز

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

آج ہی خریدار بنئے۔ سالانہ خریداری ہدیہ ۳۰۰ روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936

آیئے صحیح بخاری کا مطالعہ کیجئے

چھپے ہوئے علم کے خزانے حاصل کیجئے۔

صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری

(حصہ اول حصہ دوم)

ہدیہ اوّل (300 روپے) ہدیہ دوم (400 روپے)

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936